سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۶۴

نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۶۴

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۰ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۴ جون ۱۹۹۰ء بروز پیر

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مقام وعظ : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

تاریخ اشاعت : ۲؍ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱؍ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ[1]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ اَعْدٰی عَدُوِّكَ فِیْ جَنْبَیْكَ[2]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ[3]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ[4]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ[5]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ لَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ[6]

۱؎ یوسف:۵۳

۲؎ مرقاۃ المفاتیح:۳/۳۷۲،باب التطوع،دار الکتب العلمیۃ،بیروت

۳؎ جامع الترمذی:۲/۳۶،باب ما جاء ان القلوب بین اصبعی الرحمٰن،ایچ ایم سعید

۴؎ صحیح البخاری:۱/۱۰۳،(۷۴۹)،باب ما یقرأ بعد التکبیر،المکتبۃ المظھریۃ

۵؎ جامع الترمذی:۲/۱۹۷،(۳۵۷۰)،باب فی دعاء الحفظ،ایچ ایم سعید-
کنز العمال:۱۶/۱۵،(۴۳۷۳۲)،الترھیب الاحادی من الاکمال،ذکرہ بلفظ ولولا رجال خشع،
وصبیان رضع ودواب رتع لصب علیکم البلاء صبا،مؤسسۃ الرسالۃ

۶؎ کنز العمال:۲/۱۷۶(۳۶۱۷)،باب جوامع الادعیۃ،مؤسسۃ الرسالۃ

نفس کیا چیز ہے، اس کی حقیقت کیا ہے اور نفس ہمارا کتنا بڑا دشمن ہے؟ آج میں آپ کو نفس کے شر سے بچنے کے لیے کچھ تدابیر بتارہاہوں۔ میں نے جو خطبہ پڑھا ہے اس کے اندر عمل کی توفیق کے لیے بھی مضمون ہے۔ ابھی میر صاحب نے آپ کو سنایا کہ علوم کی صورتِ مثالیہ دودھ ہے۔ اس سلسلے میں اکابر نے لکھا ہے کہ جو شخص خواب میں دیکھے کہ میں تیر رہاہوں یعنی پانی دیکھے تو یہ بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی معرفت نصیب فرمائیں گے اور اگر دودھ پیتا دیکھے، تو اس میں بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو علمِ دین نصیب فرمائیں گے اور لکھا ہے کہ اگر خواب میں ہوا میں اُڑتا دیکھے تو اُس کی پرواز اللہ تعالیٰ کی طرف تیز ہوگی، ان شاء اللہ۔ لیکن یہ چیزیں ضروری نہیں، خواب پر اللہ نے دین کو نہیں رکھا۔ بہت سے خوابوں کی تعبیر اُلٹی ہوتی ہے، مثلاً اگر کسی کی موت دیکھے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اس کی زندگی میں برکت دیں گے اور موت دیکھنا فنائے نفس کی بھی بشارت ہے کہ اس کا نفس مٹ جائے گا۔ اس لیے تعبیر ہر ایک سے نہیں پوچھنی چاہیے، کیوں کہ جو منہ سے نکلتا ہے وہی ہوجاتا ہے۔ اس لیے حدیثِ پاک میں ہے کہ تعبیر ہمیشہ مخلص، خیر خواہ اور دین کی سمجھ رکھنے والوں سے پوچھو، ہر ایک سے مت کہو۔ ایک شخص نے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ ان کی داڑھی منڈی ہوئی ہے، داڑھی بالکل ہے ہی نہیں، تو وہ بہت پریشان ہوا کہ اتنا بڑا ولی اللہ اور میں نے ایسی خراب حالت میں دیکھا۔ مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری (افسوس اب رحمۃ اللہ علیہ ہوگئے جامع) جو مدینہ شریف میں رہتے ہیں، بڑے علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے جب یہ خواب سنا تو تعبیر دی کہ شیخ کے جنتی ہونے کی بشارت ہے، کیوں کہ جنت میں کسی کی داڑھی نہیں ہوگی:

یَدْخُلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ جُرْدًا مُّرْدًا مُّکَحَّلِیْنَ

اَبْنَاءَ ثَلٰثِیْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَّ ثَلَاثِیْنَ سَنَۃً[ک]

یعنی جنت میں جب وہ داخل ہوں گے مُجَرَّدْ ہوں گے، داڑھی مونچھ نہیں ہوگی اور مُکَحَّلِیْنَ

ک جامع الترمذی: ۸۱/۲، باب ماجاء فی سن اھل الجنۃ، ایچ ایم سعید

ہوں گے، آنکھیں کجلائی ہوئی ہوں گی، یعنی کا جل لگا ہوا ہو گا۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح وتفصیل فرماتے ہیں **کَعَیْنِ الظَّبْیِ** جیسے ہرن کی آنکھ، کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو چڑیا خانہ میں ہرن کو جا کر دیکھ لو، اور تیس یا تینتیس سال کی عمر رہے گی، لیکن اِس زمانے کے تینتیس نہیں، کیوں کہ اِس زمانے میں تو بعض لوگ تینتیس ہی میں بوڑھے معلوم ہو رہے ہیں کہ ان کے بال سفید ہو رہے ہیں، بڑھاپے کے آثار ہیں، بقول شاعر؎

طفلی گئی علامتِ پیری ہوئی عیاں
ہم منتظر ہی رہ گئے عہدِ شباب سے

اس لیے علامہ آلوسی رحمہ اللہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ **اَلْمُرَادُ بِذٰلِكَ كَمَالُ الشَّبَابِ**[۸] مُراد اس سے نہ تیس ہے نہ تینتیس ہے بلکہ کمالِ شباب مراد ہے، اللہ تعالیٰ جنت میں کمالِ شباب عطا فرمائیں گے اور ایک ایک جنتی کو سو مَردوں کی طاقت عطا فرمائیں گے۔

معترضینِ رسول کو دنداں شکن جواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتی مَردوں کی طاقت عطا فرمائی گئی تھی، چالیس کو سو سے ضرب دیجیے تو چار ہزار ہوئے۔ مشکوٰۃ کی شرح مظاہر حق میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں چار ہزار (۴۰۰۰) مَردوں کی طاقت تھی، اس لیے نو بیویوں میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مجاہدہ تھا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں پر اعتراض کرنے والوں کو دنداں شکن جواب موجود ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادیاں وحی الٰہی سے کیں، خاص کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شبیہ مخمل کے کپڑے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ اِن سے شادی کریں۔ جو نکاح وحی الٰہی سے ہو اس پر شک وشبہات کرنے والوں کا کیا حال ہو گا؟ یہ سب ملاعین ہیں۔ ملاعین ملعون کی جمع ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پر قیاس کرتے ہیں، ورنہ محدثین نے لکھا ہے کہ نہ صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، بلکہ ہر شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۸؎ روح المعانی: ۲۷/۱۴۳، الواقعة (۳۸)، دار احیاء التراث، بیروت

نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کی، جس خاندان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی سارے خاندان والے اسلام لے آئے یا اسلام کی مخالفت چھوڑ دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کام دینی مصلحت کی بنا پر تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مناقب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر وحی فرمائی اور ان کی برکت سے قرآنِ پاک میں کتنی آیتیں نازل ہوئیں، دس آیتیں تو خاص آپ رضی اللہ عنہا کی براءت میں نازل ہوئیں۔ جن ظالموں نے آپ پر بہتان لگایا تھا اس سے براء ت کے لیے اللہ تعالیٰ نے دس آیات نازل کیں، لیکن آج بھی ایسے مردود ہیں جو بہتان لگاتے ہیں اور قرآن کو بھی نہیں مانتے اور اللہ کے عذاب کو اپنے اوپر حلال کرتے ہیں۔

جس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار گم ہو گیا تھا اور اس کی تلاش میں قافلہ رکنے سے دیر ہو گئی اور نماز کا وقت ہو گیا تو تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ تیمم سے نماز پڑھی گئی۔ اس کے بعد جیسے ہی اونٹ اٹھا تو اس کے نیچے ہار چھپا ہوا تھا، تو صحابہ کرام نے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دی کہ اے صدیقِ اکبر! آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے خاندان کی برکت سے قیامت تک کے لیے تیمم کا مسئلہ نازل ہوا۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بڑا مقام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ دو ہزار دو سو حدیثیں پڑھایا کرتی تھیں۔ دو ہزار دو سو حدیثیں ان کی برکت سے امت کو ملیں اور ہمیشہ دو سو شاگرد ہوتے تھے۔ حج کے زمانے میں آپ کے لیے خیمہ لگا دیا جاتا تھا۔ اس میں صحابیات اور دیگر خواتین اندر ہوتی تھیں اور مرد باہر ہوتے تھے۔ دو ہزار دو سو حدیثوں سے امت کو آپ کے ذریعے کتنے مسائل معلوم ہوئے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مناقب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے پہلا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

عمر چالیس سال تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ پچیس سال کی جوانی میں چالیس سال کی بیوی دی گئی۔ جن سے اللہ تعالیٰ دین کا کام لیتے ہیں ان کو مٹی کے کھلونوں میں زیادہ مشغول نہیں فرماتے ہیں۔ جوانی کے وقت میں چالیس سال کی بیوی دی، تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دین ہی کے لیے قبول فرمایا تھا اور بعض وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب دیکھتی تھیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہت زیادہ تذکرہ فرماتے ہیں کہ ان کی برکت سے ہمیں اسلام کی اشاعت میں بہت مدد ملی، ان کے مال سے اسلام میں مدد ملی، وہ بہت سمجھ دار تھیں، جب بھی کوئی پریشائی پیش آتی تو وہ تسلی دیتی تھیں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ ضایع نہیں فرمائیں گے۔ تو ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کا اتنا تذکرہ کرتے ہیں، جن کے جبڑے سرخ ہوگئے تھے اور وہ معمر ہوگئی تھیں؟ تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاباش نہیں دی، بلکہ بہت دردناک لہجے میں فرمایا کہ اے عائشہ! تم خدیجہ کے رُتبے کو نہیں جانتیں۔

یہ چند باتیں میں نے پہلے عرض کردیں۔ اب عرض کرتا ہوں کہ آج میں نے جو آیت تلاوت کی ہے اور حدیث پیش کی ہے، پہلے اس کا ترجمہ سن لیجیے! کیوں کہ جب نشر زیادہ ہوجاتا ہے تو لف مشکل ہوجاتا ہے یعنی اگر مضمون پھیل جاتا ہے تو اس کو سمیٹنا مشکل ہوجاتا ہے، اس لیے پہلے ان کا ترجمہ کرلوں۔

آیت لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ جملۂ اسمیہ سے نازل ہونے کا راز

میں نے جو آیت تلاوت کی اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ بے شک نفس امّارہ بالسوء ہے۔ یعنی کثیر الامر بالسوء ہے، بُرائی کا بہت زیادہ حکم کرنے والا ہے اور اِنَّ داخل کرکے جملۂ اسمیہ کیوں نازل فرمایا؟ اس لیے کہ عربی قواعد کے لحاظ سے جملۂ اسمیہ دوام اور ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ نفس جوان ہو یا بڈھا ہو، اس سے ہمیشہ آخری سانس تک ہوشیار رہو، یہ ہمیشہ کثیر الامر بالسوء ہے، ہمیشہ کثرت سے بُرائیوں کا حکم دیتا رہے گا، اس لیے جن لوگوں کے بال سفید ہوگئے ان کو پریشان نہیں ہونا چاہیے کہ اب بھی ہم کو

گناہوں کے وسوسے آتے ہیں اور وہ مایوس ہونے لگتے ہیں کہ کب تک یہ کمبخت ہم کو پریشان کرے گا؟ جملۂ اسمیہ سے دوام پر دلالت کر کے اللہ تعالیٰ نے نفس کی فطرت بیان کر دی ہے کہ یہ ہمیشہ کثیر الامر بالسوء رہے گا، بُرائیوں کی طرف تقاضا کرے گا۔

نفس کے خلاف جہاد کا طریقہ

لیکن تقاضوں سے نہ گھبرانا، تقاضوں سے کچھ نہیں ہوتا جب تک تم ان تقاضوں پر عمل نہ کرو، لہٰذا اس کے حرام تقاضوں پر عمل نہ کرنا۔ اگر روزہ ہے اور آپ کا سو مرتبہ پانی پینے کا دل چاہا، شدید تقاضا ہوا، لیکن آپ نے پیا نہیں تو بتایئے! آپ کا روزہ ہے یا نہیں؟ لہٰذا جس طرح پیاس کا تقاضا ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اسی طرح بُرے تقاضوں سے تقویٰ نہیں ٹوٹتا جب تک ان تقاضوں پر عمل نہ کیا جائے۔ جس کو روزہ میں سو مرتبہ پانی پینے کا تقاضا ہوا اور اس نے نہیں پیا تو اس کے روزے کا اجر زیادہ ہو جائے گا۔ ایسے ہی ہزار مرتبہ دل میں گناہ کا تقاضا ہو مثلاً بد نظری کا یا کسی اور گناہ کا تو اس سے اجر اور بڑھتا ہے اور تقاضے سے تقویٰ نہیں ٹوٹتا جب تک کہ اس پر عمل نہیں کیا جائے۔

حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے کیا عمدہ مثال دی کہ تقویٰ سے رہنا اتنا ہی آسان ہے جتنا باوضو رہنا آسان ہے۔ وضو میں کیا ہوتا ہے؟ اگر وضو ٹوٹ گیا تو آپ دوبارہ وضو کر لیتے ہیں، اسی طرح اگر تقویٰ ٹوٹ جائے تو توبہ کر کے دوبارہ تقویٰ کے لیے کمر باندھ لیجیے کہ یا اللہ! مجھ سے نالائقی ہوئی، آئندہ آپ کو ناراض نہیں کروں گا اور گناہ سے پہلے نفس سے پوری لڑائی لڑیے، پورا مقابلہ کیجیے، جہاد کا حق ادا کیجیے، یہ نہیں کہ نفس کان پکڑ کر تمہیں گدھے کی طرح جدھر چاہے لے جا رہا ہے اور تم پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہو۔ جو شخص نفس سے جہاد نہیں کرتا وہ مجرم ہے، اس سے مؤاخذہ ہوگا کہ تم نے گناہ سے پہلے نفس سے لڑائی کیوں نہیں کی ایک ہے گٹر میں گرنا، ایک ہے اپنے کو گٹر میں گرانا، ایک ہے پھسلنا، ایک ہے پھسلانا، ایک ہے گناہ ہو جانا اور ایک ہے جان بوجھ کر گناہ کرنا، دونوں میں فرق ہے۔

نفس کا اژدھا اور اسبابِ معصیت

کل میں نے دو شعر نفس کی خصلت پر عرض کیے تھے۔ پہلا شعر یہ ہے۔

بھروسہ کچھ نہیں اس نفسِ امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہوجائے تو اس سے بدگماں رہنا

یعنی نفس پر اعتماد مت کرو، یہ اپنی فطرت کے اعتبار سے بچھو کے ڈنک اور کتے کی دُم کی طرح ہے۔ ایک شخص نے دس سال تک کتے کی دُم کو نلکی میں ڈال کر رکھا اور تیل بھی لگادیا کہ گرمی سے سیدھی ہوجائے گی، لیکن دس سال کے بعد جب نکالا تو ٹیڑھی ہی تھی۔ یہی حال نفس کا ہے، لیکن تقویٰ اس کے بُرے تقاضوں ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ بُرے تقاضے اللہ نے ہمیں میٹیریل اور اجزا دیے ہیں تعمیرِ تقویٰ کے لیے، جب نفس میں بُرے تقاضے پیدا ہوں، آپ ان سے جہاد کریں یعنی ان پر عمل نہ کریں، اسی کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ یہ نہیں ہے کہ بُرائی کا خیال ہی نہ آئے اور ہیجڑا و مخنث ہوجائے، خوب سمجھ لیجیے! اللہ تعالیٰ نے کافور کی گولیاں کھانے کا حکم نہیں دیا۔

بعض حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے درخواست کی کہ ہماری شادی نہیں ہوئی اور ہم مالی لحاظ سے کمزور بھی ہیں، لہٰذا ہمیں خصی ہوجانے کی اجازت دیجیے کہ ہم اپنے کو نامرد کردیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت نہیں دی، کیوں کہ یہ تو جہاد سے بھاگنا ہوا۔ مخنث ہونا کوئی کمال نہیں۔ اچھا بھائی! آپ لوگ مخنث سمجھتے ہیں؟ ہیجڑوں کو مخنث کہتے ہیں۔ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا، غور سے سن لو۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
مبادا پھر یہ وقت آئے نہ آئے

جو سانس زندگی کی ہے اس کو غنیمت سمجھ لو پھر یہ باتیں کان میں پڑیں یا نہ پڑیں۔ بزرگوں کی بات اختر سنا رہا ہے، میری حقیقت کو نہ دیکھیے، نلکے کو مت دیکھیے، اس میں پانی کہاں سے آرہا ہے، اس پر غور کیجیے۔

اب لطیفہ سن لیجیے! حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو بہت اونچے پیمانے کی، بلند پایہ اردو بولنے کا شوق تھا اور تھا دیہاتی۔ وہ شہر گیا اور دو مولویوں کو سنا کہ آپس میں ملاقات کے بعد جاتے ہوئے انہوں نے کہا: اچھا اب میں "مُرَخَّص" ہو رہا ہوں۔ راء، خاء، صاد اس کا مادّہ ہے یعنی رخصت ہو رہا ہوں۔ تو اس دیہاتی نے سوچا کہ آج تو بڑا شاندار لفظ مل گیا، بس اپنے گاؤں جاکر میں بھی رعب جماتا ہوں۔ گاؤں میں بے چارا ایک دیہاتی مولوی تھا، اس نے سوچا کہ اس کو تو پتا ہی نہیں ہو گا، لہٰذا اپنی قابلیت کا سکہ جماؤں گا۔ خالی مرخص بولنے کے لیے مولوی صاحب سے ملاقات کے لیے گیا کہ وہاں یہ لفظ بولوں گا، تو گاؤں میں میرا رعب جمے گا اور سارے گاؤں والے میرے معتقد ہو جائیں گے کہ یہ تو بہت ہی قابل آدمی ہے، اردو کا ادیب ہے، پی ایچ ڈی اور ماسٹر ہے اردو ادب کا۔ وہ مولوی صاحب سے مصافحہ کرکے کچھ باتیں کرتا رہا لیکن اس کا مقصد وہ لفظ بولنا تھا۔ اس لیے جلدی سے واپس ہونے لگا لیکن جب وہ لفظ بولنا چاہا تو بھول گیا کہ کیا لفظ تھا بہت غور کیا، ٹوپی اُتار کر سر کھجلایا، آخر میں کہنے لگا کہ اچھا اب میں مخنث ہو رہا ہوں۔ مرخص تو یاد نہیں آیا تو سمجھا کہ شاید مخنث ہی صحیح ہو۔ تو جب اس نے کہا کہ اب میں مخنث ہو رہا ہوں، تو مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی آپ کو اختیار ہے، میں آپ کو کیسے روک سکتا ہوں؟ یہ لطیفہ ہمارے اکابر کا ہے اور اکابر کے طریقے پر اس کو پیش کر دیا۔ آدمی ذرا سا ہنس لیتا ہے تو دماغ حاضر ہو جاتا ہے، طبیعت میں نشاط پیدا ہو جاتا ہے، انشراحِ قلب نصیب ہو جاتا ہے۔ دوسرا شعر حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نفس کی خاصیت پر ہے؎

نفس کا اژدھا دِلا دیکھ ابھی مَرا نہیں
غافل اِدھر ہوا نہیں اس نے اُدھر ڈسا نہیں

اب اس پر میں نے پہلے قصہ بیان کیا تھا کہ ایک گاؤں والا ایک پہاڑ پر گیا، تو دیکھا کہ ایک اژدھا بالکل مُردہ پڑا ہوا ہے حالاں کہ تھا زندہ، لیکن ٹھنڈک سے وہ مُردہ سا ہو گیا تھا، وہ سمجھا کہ یہ مر چکا ہے، لہٰذا اس کو ایک فرلانگ گھسیٹ کر گاؤں لے آیا۔ لوگ جمع ہو گئے تو اس نے فوراً اپنے کمالات کا اظہار شروع کر دیا کہ دیکھو مجھ جیسا ماہرِ فن کوئی ہے؟ کتنا بڑا اژدھا میں پہاڑ سے شکار کرکے لایا ہوں، اتنے زہریلے اژدھے کو میں نے مارا ہے۔ اتنے میں سورج نکل آیا اور

گرمی پہنچی تو اژدھے نے حرکت شروع کر دی تو سب سے پہلے یہی ماہرِ فن وہاں سے بھاگے۔

مولانارومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس اگر خانقاہوں میں یا اللہ کے ذِکر کے غلبہ سے یا بیت اللہ اور روضۂ مبارک پر بالکل بے شر بے ضرر معلوم ہو کہ گناہ کا ذرا بھی وسوسہ نہ آئے تو بھی مطمئن نہ ہو، کیوں کہ اگر اسبابِ معصیت قریب ہوں گے تو اس میں کسی بھی وقت گرمی آجائے گی، اسی لیے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گناہوں کے اور اپنے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ مانگا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ[۹]

اے اللہ! مجھ میں اور میری خطاؤں میں مشرق اور مغرب کا فاصلہ کر دے۔

جو شخص گناہوں کے اسباب کو قریب کرے گا اس کا کیا حال ہو گا؟ کیا یہ نافرمانی ہے یا نہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مذاقِ نبوت کی خلاف ورزی ہے یا نہیں؟ اب جو شخص کسی اَمرد سے باتیں کرتا ہے، حرام لذت کو درآمد کرتا ہے، ان لڑکوں سے جن کی داڑھی مونچھ نہیں یا ان لڑکیوں سے جو تعویذ لینے آتی ہیں کہ مولوی صاحب ذرا میرے بچے کو دَم تو کر دینا، تو اس وقت اپنی آنکھوں کو بچاؤ، آنکھ بند کر کے دَم کرو۔ اوّل تو عورتوں کو بالکل منع کر دو کہ دَم تعویذ کے لیے نہ آئیں، مَردوں کو بھیجیں، عورتوں پر دَم کرنا زبردست فتنہ ہے، لیکن اگر کبھی مجبوراً دَم کرنا پڑے تو دَم میں آنکھ کھولنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں صاحب کیا دَم میں آنکھ کی ضرورت ہے؟ ارے آنکھ بند کر کے ''چھو'' کر دو، دَم میں آنکھ کی ضرورت ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے جلوؤں کو سامنے رکھو، اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آگیا۔

ترے جلوؤں کے آگے ہمتِ شرح وبیاں رکھ دی
زبانِ بے نگہ رکھ دی نگاہِ بے زباں رکھ دی

بے زبانی عشق کا فیض

میرا ایک شعر ابھی تازہ ہوا ہے، تازہ جلیبی گرم ہوتی ہے، مزے دار ہوتی ہے۔

---

[۹] صحیح البخاری: ۱/۱۰۳ (۷۴۹)، باب ما یقرأ بعد التکبیر، المکتبۃ المظہریۃ

کبھی اللہ کے عاشق خاموش ہو جاتے ہیں تو یہ نہ سمجھو کہ ہمیں ان سے کچھ نہیں ملے گا۔ جب وہ خاموش ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے یا غلبۂ حال سے، تو سمجھ لو کہ ان کے بال بال زبان بن گئے۔ یہ اس فقیر کا شعر ہے ؎

عشق جب بے زبان ہوتا ہے
رشکِ صد ہا بیان ہوتا ہے

جب اللہ کے عاشقوں کی زبان خاموش ہو جاتی ہے، تب بھی ان کے روحانی فیض کا یہ عالم ہوتا ہے کہ سینکڑوں زبانیں اس پر رشک کرتی ہیں ؎

خرد ہے محوِ حیرت اس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے

لُغَت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی

کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

یہ دولت دردِ اہلِ دل کی اخترؔ
خدا بخشے جسے اُس کا مقدر

قسمت والوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ملتا ہے، چاند اور سورج کا خالق جس دل میں آئے گا اس کے دل کا کیا عالم ہوگا ؎

ارے یارو جو خالق ہو شکر کا
جمالِ شمس کا نورِ قمر کا

نہ لذت پوچھ پھر ذِکر خدا کی
حلاوت نامِ پاکِ کبریا کی

قربِ حق تعالیٰ کی بے مثال لذت

جس نے چاند سورج کو روشنی کی بھیک دی ہو، جب وہ دل میں آئے گا تو کتنے آفتاب آئیں گے؟ جس کے دل میں خدا آتا ہے بے شمار آفتاب لاتا ہے اور بے شمار لیلائیں لاتا ہے، کیوں کہ وہ خالقِ لیلیٰ ہے۔ جس کے دل میں خالقِ لیلیٰ آتا ہے تو لیلائیں اس کے سامنے کیا بیچتی ہیں؟ ارے! لیلیٰ کیا دونوں عالم کے مزے اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ میرا شعر ہے ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

راہِ حق کا سب سے بڑا حجاب

مگر رُخ تو اللہ کی طرف کرو، قبلہ تو درست کرو ظالمو! تم تو اُدھر دیکھ رہے ہو، اللہ سے منہ پھیرے ہوئے ہو، تمہارے دل اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں ہیں، دل حسینوں کی طرف ہیں اور پیٹھ اللہ کی طرف ہے۔ جس وقت بد نظری میں کوئی مبتلا ہوتا ہے تو پیٹھ اللہ کی طرف اور چہرہ حسینوں کی طرف ہوتا ہے۔ یہ بد نظری کا وبال اور عذاب ہے کہ بعض لوگ کولہو کے بیل کی طرح وہیں کے وہیں ہیں اگرچہ زمانہ ہو گیا راہِ سلوک میں، لیکن آج تک نسبت کا وہ مقام نصیب نہیں ہوا جیسا ہونا چاہیے تھا۔ جیسے ایک آدمی کے گھر میں رات کو چور آگیا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آدمی نے چقماق پتھر سے ذرا سی روشنی جلائی، لیکن چور بڑا شاطر تھا، جیسے ہی وہ آدمی چقماق پتھر سے روشنی جلاتا، چور وہیں انگلی رکھ دیتا تھا اور روشنی بجھ جاتی تھی۔ یہی حال بد نظری کرنے والوں کا ہے کہ ذرا سا نور پیدا ہوا، کچھ اشک بار آنکھوں سے دعا کی توفیق ہوئی، کچھ ذِکر کی توفیق ہوئی، لیکن اس کے بعد پھر بد نظری کر لی، غیبت کر لی یا کوئی اور گناہ کر لیا اور سارا نور ضایع کر دیا۔ شیطان چاہتا ہے کہ اس کا نور تمام نہ ہونے پائے رَبَّنَآ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا [1] کا مقام اسے نہ ملے، اس کا نور تام نہ ہو، بس گناہ کرا کے اس کا نور بجھا دو۔

---

[1] التحریم: ۸

ایمان کی بجلی کے منفی اور مثبت تار

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ کا ترجمہ ہے کہ نفس امارہ بالسوء ہے یعنی کثیر الامر بالسوء ہے اور جملۂ اسمیہ سے کیوں بیان فرمایا؟ تاکہ مرتے دم تک تم نفس سے بے خبر نہ رہو۔ جملۂ اسمیہ دوام پر دلالت کرتا ہے یعنی نفس شہوت کے بُرے بُرے تقاضوں سے پریشان رکھے گا، یہ کش کرتا رہے گا آپ مکش رہیے، اِسی کشمکش کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے کہ چند دن کشمکش میں رہو، اس کشمکش سے ایک نور پیدا ہوگا۔ دنیا میں پلس اور مائنس دو تاروں سے بجلی پیدا ہوتی ہے۔ تمہارے قلب میں ایمان کی بجلی، ایمان کی تجلی، ایمان کے چراغ روشن کرنے کے لیے تمہارے نفس میں جو بُرے بُرے تقاضے پیدا کیے ہیں وہ پلس تار ہے یعنی تمہیں کھینچتے ہیں، مگر تم مائنس رہو یعنی تم ان کی نفی کرتے رہو لا الٰہ سے، یہ لا الٰہ مائنس کا تار ہے جس سے تم ان باطل خداؤں کو دل سے نکالو، جن کے جسم سے پیشاب پاخانہ نکلتا ہے اور اگر یہ مر جائیں تو تم ان کو دیکھ نہیں سکتے، بلکہ مرے بھی نہیں صرف بوڑھا ہو جائے تو جیتے جی دنیا میں ہی ایسی شکل بگڑ جاتی ہے کہ حسین سے حسین باگڑ بلا معلوم ہوتا ہے، پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے اور عاشق صاحب کو پوچھنا پڑتا ہے کہ جناب کی تعریف؟ اب وہ عاشق صاحب کے چہرے پر جھاڑو مارے گا کہ آپ تو مجھے مرنڈا پلاتے تھے اور انڈا کھلاتے تھے اور رات دن مجھ کو دیکھتے تھے، اب صورت بگڑ گئی تو پوچھتے ہیں جناب کی تعریف؟

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ تیری مسٹری باقی

پہلے میں میری مسٹری کہتا تھا، لیکن میں نے سوچا کہ میری کیوں کہوں، تیری کہوں، جن کی مسٹری ہے ان کو خطاب کروں۔

کلام اللہ کا اعجازِ بلاغت

اچھا اس کے بعد سوال ہے کہ بالسوء پر الف لام کیوں داخل کیا؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ یہ الف لام جنس کا ہے اور جنس وہ کلی ہے جو

انواع مختلف الحقائق پر مشتمل ہوتی ہے، یعنی گناہوں کی جتنی قسمیں ہیں وہ سب اس الف لام میں داخل ہیں، یعنی جس وقت قرآن نازل ہو رہا تھا اس وقت بھی گناہوں کی جتنی قسمیں تھیں اور قیامت تک جتنی قسمیں گناہوں کی پیدا ہوں گی وہ سب الف لام میں داخل ہیں، یعنی نفس تم کو ہر بُرائی کا حکم کرتا رہے گا، موجودہ جتنے گناہ ہیں اور آیندہ جو ہوں گے ان سب کا تمہیں تقاضا کرتا رہے گا، یہ الف لام جنس کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی بلاغت دیکھو، کیا شان ہے اس کی جب قرآن نازل ہو رہا تھا اس وقت ریڈیو، آڈیو کہاں تھے؟ ویڈیو اور فلمیں نہیں تھیں، سینما نہیں تھے، اتنے نئے نئے گناہ نہیں تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کی کیا شان ہے کہ الف لام جنس کا داخل کیا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا کلام ہے، جس میں ایسی بلاغت ہے کہ قیامت تک گناہوں کی جتنی بھی نئی نئی صورتیں ایجاد ہوں گی اور جتنے بھی انواع واقسام پیدا ہوں گی، یہ الف لام سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ[۱۱] مگر وہ لوگ جن پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہو وہی نفس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ یہ آیت بھی نازل کی تاکہ معلوم ہو کہ ہر وقت یہ رحمت نہیں رہ سکتی اس کے لیے گڑگڑا کر مانگنا پڑے گا۔

اس آیت میں مَا کیا ہے؟ یہ ظرفیہ، زمانیہ، مصدریہ ہے تو اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کا ترجمہ ہوا اَیْ فِیْ وَقْتِ رَحْمَۃِ رَبِّیْ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اس وقت تک رہے گی جب تک تم اللہ کی رحمت کے سائے میں رہو گے۔ فِیْ سے ظرفیہ بن گیا اور وقت سے زمانیہ بن گیا اور رَحِمَ ماضی رحمت سے مصدر بن گیا یعنی جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ رہے گا اس وقت تک تم بچے رہو گے۔ اس عنوان سے کیا نصیحت ہوئی کہ کسی شخص کو یہ ناز نہیں ہونا چاہیے، اس لیے مَنْ نازل نہیں فرمایا جس کا ترجمہ ہوتا کہ ''مگر وہ لوگ'' یعنی جن لوگوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے وہ گناہوں سے بچتے ہیں، مَنْ نازل نہیں کیا مَا نازل کیا، جس کا ترجمہ ہوا کہ جب اللہ کی رحمت نازل ہوا اسی وقت لوگ گناہوں سے بچ سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وقت بدلتا رہتا ہے، کسی وقت رحمت ہو گی کسی وقت نہیں ہو گی اور کسی وقت تمہارے دل کے حالات بدل سکتے ہیں۔

---

[۱۱] یوسف:۵۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر شانِ رحمت

لٰہذا اس رحمت کو ہر وقت لینے کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیمات دیں کہ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ میں جب تک رہو گے گناہ سے بچے رہو گے، نفس کے شر سے بچے رہو گے، کیوں کہ یہ استثنا اللہ تعالیٰ کا ہے، لیکن یہ رحمت ہر وقت کیسے ملے گی؟ اس کے اسباب اللہ کے رسول رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو بتادیے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امت کی اتنی فکر تھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا آپ اپنی امت کے غم میں اپنے کو مار ڈالیں گے؟ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے کتنی محبت ہے۔ تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رحمت کے سایہ میں رہنے کے لیے کہ نفس کے شر سے میری امت بچی رہے، چند دعائیں سکھائی ہیں، ان میں علومِ نبوت کا کلام اللہ سے رابطہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی والدہ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درخواست پر آپ نے چار دعائیں دی تھیں اُس وقت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دس سال تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دعائیں بھی قرآنِ پاک کے اسلوب کے مطابق تھیں۔ وہ دعائیں یہ ہیں:

۱) اَللّٰھُمَّ بَارِكْ فِیْ مَالِهٖ ۲) وَوَلَدِهٖ ۳) وَاَطِلْ عُمْرَهٗ ۴) وَاغْفِرْ ذَنْبَهٗ [۱۲]

تو مال کو مقدم کیا اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یعنی اے اللہ! انس کے مال میں برکت دے اور اس کی اولاد میں برکت دے اور اس کی عمر زیادہ کردے اور اس کے گناہوں کو معاف کردے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مال کی دعا کو مقدم کیوں کیا؟ تاکہ اولاد کی وجہ سے گھبراہٹ نہ ہو، کیوں کہ اگر مال نہ ہو گا تو اولاد کو بوجھ سمجھے گا اور سوچے گا کہ کہاں سے کھلاؤں گا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بھی پہلے مال کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اپنے رب سے مغفرت مانگو، اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا وہ بہت معاف کرنے والا

---

[۱۲] صحیح البخاری: ۹۳۹/۲ (۶۳۷۸)، باب دعوۃ النبی لخادمه بطول العمر، المکتبۃ المظھریۃ۔
ذکرہ بلفظ اکثر ماله وولده وبارك له فیما اعطیته

ہے، يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وہ آسمانوں سے تم پر بارش کر دے گا، وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ اور تم کو مال دے گا اور اولاد دے گا۔ تو مال کو پہلے اور اولاد کو بعد میں بیان کیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پورے کلام اللہ کی تفسیر ہیں۔ آپ کا جو بھی ارشاد ہے کسی نہ کسی آیت سے اس کا تعلق ہے، چناں چہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اس میں اسلوبِ قرآن کے مطابق مال کو مقدم کیا۔ سبحان اللہ! یہی آپ کے رسول ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ علومِ نبوت خود دلیلِ نبوت ہیں۔

سایۂ رحمت دلانے والی دُعائیں

جیسے آیت اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہو گا بندہ نفس کے شر سے محفوظ رہے گا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فکر ہوئی کہ میری امت ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں رہے؟ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں سکھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس رحمت کے حصول کے لیے ایک دعا قرآنِ پاک میں نازل فرمائی ہے۔ پہلے میں کلام اللہ پیش کرتا ہوں:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾[۱۳]

اے ہمارے رب! ہمارے دل کو ٹیڑھا نہ ہونے دیجیے، یعنی ہمیں نفس کا غلام نہ بننے دیں، بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا بعد اس کے کہ آپ نے ہم کو ہدایت کی نعمت سے نوازا ہے وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اور ہم کو ہبہ کر دیجیے وہ رحمت۔ کون سی رحمت؟ یہاں رحمت سے مراد اِلَّا مَا رَحِمَ والی رحمت ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اس رحمت سے مراد استقامت عَلَى الدِّيْنِ اور نفس کے شر سے حفاظت ہے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے دستگیری فرمائی کہ میرے بندے اِلَّا مَا رَحِمَ والی رحمت کیسے پائیں گے جس سے نفس کے شر سے بچیں رہیں گے، اس کے لیے یہ آیت نازل کر دی کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الخ کہ گڑ گڑا کر یہ دعا مانگتے رہو۔

---

[۱۳] اٰل عمرٰن:۸

دُعا میں تضرّع اور آہ و زاری کا ثبوت

آپ کہیں گے کہ گڑگڑانا کہاں سے ثابت ہے؟ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً[۱۴] اپنے رب سے خفیہ گڑگڑا کر مانگو۔ یہ ہے آہ وزاری۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی بیان نہیں کر دی، لوگ اس کو خالی تصوف سمجھتے ہیں، حالاں کہ سارا تصوف قرآنِ پاک وحدیثِ پاک سے لیا گیا ہے۔ بتاؤ! آہ و زاری کرنا قرآنِ پاک سے ثابت ہے یا نہیں ؟ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً اپنے رب سے گڑگڑا کر مانگو اور چپکے چپکے مانگو، لٰہذا گڑ گڑانا بھی خالی تصوف سے نہیں، قرآنِ پاک سے مستدل، مقتبس اور مدلل ہے، لٰہذا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تک آہ وزاری نصیب نہیں ہوگی اللہ کی یاری نصیب نہیں ہوگی، لٰہذا اس خالق باری کے عبدالباری لوگو! سن لو کہ ہم سب عبدالباری ہیں، اس خالق اور باری تعالیٰ شانہٗ کی یاری ہمیں کب نصیب ہوگی؟ جب ہم گڑگڑانا سیکھ لیں، رونا سیکھ لیں۔

گریہ وزاری کی برکات

کل میں نے ایک قصہ سنایا تھا کہ ایک بزرگ مقروض ہوگئے۔ سارے قرض خواہ ان کو گھیرے ہوئے تھے اور وہ چادر سے منہ چھپائے ہوئے لیٹے تھے، ان کے پاس کچھ تھا ہی نہیں کہ دیتے، تھوڑی دیر بعد ایک بچہ آیا، وہ حلوہ فروش تھا۔

جب حلوہ بیچنے والا بچہ آیا تو بڑے میاں نے منہ کھول کر کہا کہ سب لوگ حلوہ کھالو، سارا حلوہ خرید لیا۔ بچے نے کہا کہ مولانا صاحب پیسے؟ تو پھر سے چادر اوڑھ کر منہ لپیٹ لیا اور دل ہی دل میں رونے لگے کہ یااللہ! اب کیا ہوگا؟ اب آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ جب زیادہ دیر ہوگئی، تو بچے نے چلانا شروع کر دیا کہ ہائے مولانا! یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے چادر اوڑھ لی، اب ہمارا ابا بہت ڈنڈے لگائے گا، وہ پیسہ مانگے گا، حساب لے گا۔ جب اس نے چلّانا شروع کر دیا تو ان میں اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایک شخص کو بھیجا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

---

[۱۴] الاعراف:۵۵

کہ ہر ایک کا قرضہ اور اس کا نام الگ الگ پڑیا میں بندھا ہوا تھا اور حلوہ بیچنے والے کا پیسہ الگ تھا۔ انہوں نے اُٹھ کر کے سب کو دے دیا اور کہا جلدی بھاگ جاؤ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے خدا! یہ فضل و مہربانی تو اس سے پہلے بھی آپ کرنے پر قادر تھے جب یہ سب لوگ ہم کو گھیرے ہوئے تھے اور دل کشمکش میں اوپر نیچے ہو رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی، میرے بندے تیری مجلس میں کوئی رونے والا نہیں تھا، ہمیں رونے کا انتظار تھا۔ معلوم ہوا کہ جب تک کوئی روتا نہیں اس پر اللہ کا فضل نہیں ہوتا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

تا نہ گرید کودکے حلوہ فروش
رحمتِ حق ہم نمی آید بجوش

جب تک حلوہ فروش کا بچہ نہیں روتا رحمتِ حق جوش میں نہیں آتی۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا اصغر میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی بچہ لے کر آیا کہ حضرت یہ بہت روتا ہے۔ حضرت میاں صاحب مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ تھے اور اکابر اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ارے بھئی! رونا تو ہم بڑوں کو چاہیے تھا، جب ہم بڑے نہیں روتے اور تم بھی بچوں کے نہ رونے کے لیے تعویذ لینے آگئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے نازل ہو گی؟

موردِ رحمت چار قسم کے افراد

حدیثِ پاک میں ہے **لَوْ لَا رِجَالٌ خُشَّعٌ** اگر خشوع کرنے والے مرد نہ ہوتے **وَشُيُوْخٌ رُكَّعٌ** اور کمر جھکے ہوئے بوڑھے نہ ہوتے **وَاَطْفَالٌ رُضَّعٌ** اور دودھ پیتے بچے نہ ہوتے **وَبَهَا ئِمُ رُتَّعٌ** اور بے زبان جانور نہ ہوتے **لَصَبَبْنَا عَلَيْكُمُ الْعَذَابَ صَبًّا**[۱۵] تو تمہارے اوپر بارش کی طرح عذاب نازل ہو جاتا۔

معلوم ہوا کہ چار قسم کی مخلوق کی وجہ سے ہم لوگ عذابِ الٰہی سے بچے ہوئے ہیں۔

۱۵؎ کنز العمال:۱۶/۱۵،(۴۳،۳۲)، الترهيب الاحادی من الاكمال، ذكره بلفظ ولولا رجال خشع، وصبيان رضع ودواب رتع لصب عليكم البلاء صبا، مؤسسة الرسالة/التفسير القرطبی:۲/۱۱۶

نمبر ایک رِجَالٌ خُشَّعٌ ڈرنے والے مردِ خدا، نمبر دو دودھ پیتے بچے جن کو اَطْفَالٌ رُضَّعٌ کہا گیا ہے، نمبر تین بڑے بوڑھے جنہیں شُیُوْخٌ رُکَّعٌ کہتے ہیں، نمبر چار بے زبان جانور جن کو بَھَائِمٌ رُتَّعٌ کہتے ہیں۔

آج دیکھو لاکھوں مرغیاں جلادی گئیں۔ بے گناہ مخلوق کو زندہ جلادیا گیا، اللہ تعالیٰ ان بے گناہوں مظلوموں کی آہ سن لے اور ہم پر کوئی ایسا حاکم بنادے جس سے پورے ملک میں امن وامان قائم ہو جائے، علم الٰہی میں جس کا نظم وانتظام وصلاحیت ہمارے لیے خیر ہو، آپ بہتر جانتے ہیں، ہم تو آپ سے مانگتے ہیں۔ اپنی ذات پر بھروسہ مت کرو، ہم جن کو اچھا سمجھتے ہیں دُم اٹھاؤ تو مادہ نظر آتی ہے۔

ہر کہ او دُم بر داشتہ مادہ نظر می آید

اس لیے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے رجوع کرو، اپنے علم پر ناز مت کرو، اللہ تعالیٰ کے حوالے کرو کہ اے خدا! اپنے علم کے اعتبار سے ہماری خیر و بہتری کے لیے عالمِ غیب سے اسباب پیدا فرما۔

آیت رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا کا ترجمہ و تفسیر

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وعظ محاسنِ اسلام میں لکھا ہے کہ جو ایمان پر قائم رہنا چاہتا ہے، تو وہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ کو کثرت سے پڑھے، حسنِ خاتمہ کے لیے اکسیر ہے۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن میں اس کی تفسیر فرماتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو کج نہ کیجیے بعد اس کے کہ آپ ہم کو (حق کی طرف) ہدایت کرچکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمائیے (وہ رحمت یہ ہے کہ راہِ مستقیم پر ہم قائم رہیں) بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں ہے کہ یہاں رحمت سے رحمتِ خاصّہ مراد ہے یعنی دین پر استقامت کی توفیق۔

قَالَ اٰلُوْسِیْ: اَلْمُرَادُ بِالرَّحْمَةِ الْاِنْعَامُ الْمَخْصُوْصُ
وَهُوَ التَّوْفِيْقُ لِلثَّبَاتِ عَلَى الْحَقِّ[۱۶]

اور اس رحمتِ خاصّہ کو ہبہ سے مانگنے کو کیوں فرمایا؟ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اور ہبہ کر دیجیے ہم کو رحمت۔ سوال ہوتا ہے کہ یہاں ہبہ کا لفظ کیوں لایا گیا؟ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے کسی عمل کا انعام اتنا عظیم الشان نہیں کہ جس سے حسنِ خاتمہ مقدر ہو جائے، کیوں کہ ہمارا عمل محدود ہے اور دین پر استقامت کی یہ نعمت جس پر حُسنِ خاتمہ لازم ہے، یہ وہ عظیم الشان اور غیر محدود انعام ہے جو جہنم سے نجات اور دائمی جنت عطا ہونے کا ذریعہ ہے، یہ ہماری محدود زندگی کی محدود ریاضات کا صلہ ہر گز نہیں ہو سکتا تھا، اس لیے حق تعالیٰ نے بندوں کو اس حقیقت سے مطلع فرمایا کہ خبر دار اس استقامت اور حسنِ خاتمہ کو اپنے کسی عمل کا معاوضہ ہر گز تصور نہ کرنا، کیوں کہ تمہارے محدود عمل کا معاوضہ غیر محدود کیسے ہو سکتا ہے؟ مثلاً اگر تم نے اَسّی برس عبادت کی تو اَسّی برس کی عبادت کا صلہ اَسّی برس تک جنت میں قیام ہو سکتا ہے، لیکن محدود عمل پر غیر فانی حیات کے ساتھ جنت کا عطا ہونا یہ ہر گز تمہارے کسی عمل کا معاوضہ نہیں ہو سکتا، محدود عمل پر غیر محدود انعام یہ محض عطائے حق اور ان کا بے پایاں کرم ہے، لہٰذا لفظ ہبہ سے درخواست کرو، کیوں کہ ہبہ یعنی بخشش بلا معاوضہ ہوتی ہے اور بخشش کرنے والا اپنے غیر متناہی کرم سے جو چاہے عطا فرما دے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہبہ یعنی بخشش کے لفظ سے منگوایا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمہاری عبادات اس قابل نہیں کہ ہماری عظمت کا حق ادا کر سکیں، اس لیے تمہاری کوئی عبادت اس قابل نہیں کہ جس کا ہم معاوضہ ادا کریں اور بخشش میں کسی قابلیت کی ضرورت نہیں ہوتی کیوں کہ بخشش بلا معاوضہ ہوتی ہے، اس لیے ہم سے مانگو۔ اے خدا! بلا معاوضہ دے دیجیے، بخشش دے دیجیے، ہبہ کر دیجیے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفِيْ سُؤَالِ ذٰلِكَ بِلَفْظِ الْهِبَةِ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ ذٰلِكَ مِنْهُ تَعَالٰى تَفَضُّلٌ مَحْضٌ مِنْ غَيْرِ شَائِبَةِ وُجُوْبٍ عَلَيْهِ عَزَّ شَأْنُهٗ[۱۷]

---

[۱۶] روح المعانی: ۹۰/۳، اٰل عمرٰن (۸)، دار احیاء التراث، بیروت
[۱۷] روح المعانی: ۹۰/۳، اٰل عمرٰن (۸)، دار احیاء التراث، بیروت

یعنی لفظ ہبہ سے منگوانے میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمادیا کہ یہ توفیقِ استقامت و حسنِ خاتمہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور ان کا کرم ہے، اللہ تعالیٰ پر کوئی واجب نہیں ہے۔ نعوذ باللہ! ان کے ذمہ کوئی قرضہ نہیں ہے کہ وہ بندوں کو ادا کریں، بلکہ اپنے کرم سے وہ بندوں کو عطا فرماتے ہیں کہ جس سے حُسنِ خاتمہ ہو جائے۔

علامہ سید آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَهَبْ لَنَا کے بعد مِنْ لَّدُنْكَ دو لفظ نازل کرکے رحمت کو بعد میں بیان فرمایا تاکہ شوق پیدا ہو جائے، بندے سوچیں کہ یا خدا! کیا ملنے والا ہے؟ جیسے بچے کو لڈو دکھایا جاتا ہے تاکہ وہ چیخنا شروع کردے کہ ابا لڈو دو، ابا لڈو دو، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے شوق کو دیکھنا چاہتے ہیں تَشْوِيْقًا لِّلْعِبَادِ شوق معنیٰ میں تڑپ کے ہے، یہ بھی سمجھ لو۔

اسی لیے میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام کریم ہے اور کریم کی تین تعریف بیان کرتا ہوں اَیْ مُتَفَضِّلٌ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ حق نہیں بنتا ہے پھر بھی مہربانی کرنے والا، اَیْ مُتَفَضِّلٌ بِلَا مَسْئَلَةٍ وَلَا وَسِيْلَةٍ بغیر سوال اور بغیر وسیلے کے دینے والا، اَیْ مُتَفَضِّلٌ فَوْقَ مَا يَتَمَنّٰى بِهِ الْعِبَادُ[۱۸] جتنا انسان تمنا کرے اس سے زیادہ عطا کرنے والا۔

نفس کی تعریف

جیسا کہ ابھی بیان کیا کہ اللہ کی رحمت لینے کے لیے نفس کے شر سے حفاظت ضروری ہے، لہٰذا سوال یہ ہے کہ نفس کی تعریف کیا ہے؟ نفس کیا چیز ہے؟ اب نفس کی تین تعریفیں بیان کرتا ہوں:

۱) اَلنَّفْسُ كُلُّهَا ظُلْمَةٌ وَسِرَاجُهَا التَّوْفِيْقُ[۱۹] نفس بالکل اندھیرا ہے اور اس کا چراغ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے۔ یہ تعریف علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے کی ہے۔

۲) نفس کی دوسری تعریف ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

اَلْجَسَدُ كَثِيْفٌ وَالرُّوْحُ لَطِيْفٌ وَالنَّفْسُ بَيْنَهُمَا مُتَوَسِّطَةٌ[۲۰]

---

۱۸ مرقاۃ المفاتیح: ۲۱۲/۳، باب التطوع، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۱۹ روح المعانی: ۸/۱۳، یوسف (۵۳)، دار احیاء التراث، بیروت

۲۰ مرقاۃ المفاتیح: ۲۴۵/۱ کتاب الاعتصام والسنۃ، المکتبۃ الامدادیۃ

نفس نہ کثیف ہے نہ لطیف ہے، اگر نیک عمل کرتے رہو تو نفس لطیف ہو جاتا ہے اور اگر بُرا عمل کرو تو نفس کثیف ہو جاتا ہے، یعنی ایک سادہ تختی اللہ نے دی ہے، چاہو تو اس پر خیر لکھ دو چاہو تو بُرائی لکھ دو، نفس تم کو مجرد سادہ دیا گیا ہے، جیسے بچے کو سادہ تختی دی جاتی ہے، چاہے تو اس پر قرآن شریف لکھو، چاہے تو اس پر گندی باتیں لکھ دو۔ نفس کی دو تعریفیں بیان ہو گئیں، ایک علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی اور ایک ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی۔

۳) اب ایک حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف بھی سن لو، فرماتے ہیں کہ نفس نام ہے مرغوباتِ طبعیہ غیر شرعیہ کا یعنی طبیعت کی وہ مرغوبات، وہ پسندیدہ چیزیں جن کی شریعت اجازت نہ دیتی ہو، جیسے گناہ کے تقاضے کہ ان کی طرف طبیعت تو مائل ہوتی ہے، لیکن خدا کا حکم ہے ان سے بچو، ان سے فرار اختیار کرو یعنی طبیعت کی وہ پسندیدہ چیزیں جو اللہ کو ناپسند ہیں ان کا نام نفس ہے۔ اور چوتھی تعریف اس فقیر کی ہے، وہ کیا ہے؟ مجاری قضائے شہوات، شہوت کے جہاں سے فیصلے جاری ہوتے ہیں یعنی ''ہیڈ کوارٹر'' مجریٰ کے معنیٰ ہیں جاری ہونے کی جگہ، تو شہوت کے فیصلے جہاں سے جاری ہوتے ہیں اس کا نام نفس ہے، مجاری قضائے شہوات۔

توفیق کی تعریف

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کی تعریف میں فرمایا کہ نفس سراپا ظلمت ہے اور اس کا چراغ توفیقِ الٰہی ہے۔ تو توفیق کی تعریف بھی سن لیجیے۔ توفیق کی تین تعریفیں ہیں:

۱) تَوْجِیْهُ الْاَسْبَابِ نَحْوَ الْمَطْلُوْبِ الْخَیْرِ۔ اسبابِ خیر و عملِ خیر کے اسباب جمع ہو جائیں۔ جیسے کہیں ملازم تھا جہاں اس کو دینی نقصانات تھے اور پھر کہیں اچھی جگہ یعنی دینی ماحول میں نوکری مل جائے یا ساری زندگی کسی اور کام میں تھا آخر میں خانقاہوں سے، اللہ والوں سے یا اللہ والوں کے غلاموں سے جڑ گیا، اسباب پیدا ہو گئے، تَوْجِیْهُ الْاَسْبَابِ، تَوْجِیْهٌ وَجْهٌ سے ہے یعنی سامنے آجانا۔

۲) توفیق کے دوسرے معنیٰ کیا ہیں؟ خَلْقُ الْقُدْرَةِ عَلَی الطَّاعَةِ۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی قدرت پیدا ہو جائے۔

۳) توفیق کی تیسری تعریف ہے تَسْهِيْلُ طَرِيْقِ الْخَيْرِ وَتَسْدِيْدُ طَرِيْقِ الشَّرِّ خیر کے راستے آسان ہو جائیں اور بُرائیوں کے راستے مسدود ہو جائیں، چلا تھا بد نظری کرنے کے لیے، سڑک پر کوئی حسین ہی نہیں آیا، اللہ تعالیٰ نے سب کو بھگا دیا، جیسے امّاں مہربان ہے تو مٹی بھی کھانے نہیں دیتی ہے، پونچھا لگا دیتی ہے کہ اچھا اب کھاؤ، دیکھیں کہاں سے کھاتے ہو؟ ساری مٹی ہی صاف کر دیتی ہے اور ان لڑکوں پر چوکیدار رکھ دیا جو مٹی لے کر اس کو کھلانے آتے ہیں۔ چوکیدار پہلے تلاشی لیتا ہے، اچھا کہیں مٹی تو نہیں لا رہے ہیں اور لڑکے سے کہتے ہیں کہ تمہاری امّاں ہمیں تنخواہ ہی اس لیے دیتی ہیں کہ تم نالائق ہو، اس لیے مٹی لانے والے بچوں سے بھی بچا کرو، تو اللہ تعالیٰ جب فضل فرماتے ہیں تو اسباب اس طرح سے پیدا کر دیتے ہیں کہ شکار ہی اڑا دیتے ہیں یا شکار کے وقت میں اس کو پاخانہ لگ جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایک کُتیا کو شکار کی ٹریننگ دی، لیکن جب شکار سامنے آتا تو اس کو ہگاس لگ جاتی تھی یعنی وہ ہگنے لگتی تھی، تو یہ مثل مشہور ہو گئی کہ شکار کے وقت میں کتیا ہگاسی۔ ایسے ہی جب کسی کو گناہ کا تقاضا ہوا اور معشوق بھی مل گیا، لیکن اچانک اس کو اتنے زور سے پاخانہ لگا کہ معشوق بھی بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ بھلائی کے اسباب پیدا فرما دیں اور شر کے راستے بند فرما دیں۔ مولانا اعزاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاذ الادب والفقہ اور دارالعلوم دیوبند کے بڑے اکابر میں سے ہیں جنھوں نے مقامات میں توفیق کی یہ تینوں تعریفیں بیان کر دیں۔

نفس کے شر سے بچنے کے نسخے

تو اللہ تعالیٰ نے اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کی رحمت دینے کے لیے یہ دعا سکھائی:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾

اس لیے ایک دعا تو آپ یہ مانگ لیجیے، اس طرح آپ نفس کے شر سے ان شاء اللہ تعالیٰ محفوظ رہیں گے۔ نفس کے شر سے بچنے کا یہ نسخہ بیان ہو رہا ہے، ذرا غور سے سنیے۔ نمبر ایک کیا ہے؟ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا سے اِلَّا مَا رَحِمَ کی رحمت مانگ لو کہ استقامت علی الدین جب ہو گی کہ تم نفس کے شر سے بچے رہو اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کے ذریعے سے نفس کے شر سے بچنے کا اعلان

نازل ہو رہا ہے۔ نمبر دو کیا ہے؟ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک صحابی نے پوچھا کہ اے اُمِ سلمہ! میری ماں! سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کون سا وظیفہ زیادہ پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ کثرت سے پڑھتے تھے۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔ لہٰذا دوسری دعا یہ پڑھتے رہو کہ اے دلوں کو بدلنے والے! میرے دل کو دین پر قائم رکھیے۔

تیسری دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سکھائی کہ یوں کہو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ[۲۱] اے زندہ حقیقی! اے سنبھالنے والے! اے سارے عالم کو تھامنے والے! میرے چھوٹے سے دل کو دین پر قائم رکھیے اَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ كُلَّهٗ میری ہر حالت کو آپ درست فرما دیجیے، جتنی بگڑی ہے سب بنا دیجیے، یہ مطلب ہے اَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ كُلَّهٗ کا کہ میری جتنی بگڑی ہے، خواہ دنیا کی بگڑی ہو یا آخرت کی سب بنا دیجیے، کس قدر جامع دعا ہے۔ شَأْنِیْ مفعول ہے اَصْلِحْ کا، اس لیے تاکید كُلَّهٗ منصوب آرہی ہے وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ ایک سانس کو بھی مجھے نفس دشمن کے سپرد نہ فرمائیے، ایک سیکنڈ کے اندر بھی یہ وار کر جاتا ہے، ایسا ظالم دشمن دنیا میں کوئی دوسرا نہیں، ورنہ ہر دشمن دنیا میں کچھ تو اسکیم بنائے گا کچھ تو ٹائم لگے گا، لیکن نفس کے بارے میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک سانس کے لیے، پلک جھپکنے کے برابر بھی اے اللہ! مجھے میرے نفس کے حوالے نہ فرمائیے۔ تین باتیں ہو گئیں۔ اور نمبر چار کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سکھاتے ہیں کہ دیکھو ہماری رحمت نفس سے حفاظت والی کب ملے گی؟ جب تم میری نصیحت پر عمل کرو گے، جیسے ابّا کہتا ہے کہ میرا یہ انعام اور وظیفہ جب ملے گا جب یہ کام کرو گے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کی رحمت کب ملے گی؟ جب تم معصیت کے اسباب سے دُور رہو گے تِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا[۲۲] میری حدود یعنی گناہوں کی جو سرحدیں ہیں جن کو میں نے حرام کیا ہے، اگر ان سے قریب نہ رہو گے تو میری رحمت پا جاؤ گے اور اگر تم قریب رہو گے تو اِلَّا مَا رَحِمَ کا وظیفہ پڑھتے ہوئے بھی مبتلا ہو جاؤ گے، تہجد پڑھ کر

---

[۲۱] کنزالعمال:۲/۱۳۹، (۳۴۹۸)، ادعیة الصباح والمساء، مؤسسة الرسالة

[۲۲] البقرة:۱۸۷

بھی لوگوں نے گناہ کیا ہے۔ شیطان اچانک حملہ کرتا ہے، لہٰذا بہادر مت بنو۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ ہم کمزور ہیں، ہم اسبابِ معصیت سے قریب رہ کر بچ نہیں سکتے۔ کوئی کسی لڑکی کو پی اے رکھ لے تو بچ سکتا ہے بد نظری سے؟ عورتوں کے ماحول میں رہتا ہو، لڑکیوں کا اسکول کھول لے، ہر وقت لڑکیوں کا داخلہ لے رہا ہے، گیارہ بارہ سال کی لڑکیوں سے آنکھیں ملا کر باتیں کر رہا ہے تو کبھی بھی نہیں بچ سکتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہے **تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ** حدود اللہ کے قریب مت رہو، کیوں کہ تمہارے نفس میں کھنچ جانے کی صلاحیت ہے، اِدھر بھی میگنٹ اُدھر بھی میگنٹ دونوں چپک جاؤ گے، شیطان کھینچ لے گا۔ بقول شخصے شیطان بِھڑا دے گا اور آپس میں بِھڑ جاؤ گے۔ اٹھنی اور میگنٹ دونوں کو قریب کرلو تو دونوں چپک جائیں گے یا نہیں؟ اس لیے اللہ تعالیٰ کی حدود کے قریب بھی مت رہو۔ اچھا ایک بات اور ہے کہ بعضوں کا جسم تو دور ہے مگر دل میں تصورات سے اس کو قریب کر رہے ہیں، دل میں اس کا تصور لا رہے ہیں، جو دن میں دیکھتے ہیں رات میں اس کا تصور کرتے ہیں۔ شیطان بھی بڑا چالاک ہے، گٹھڑی کاٹنے کے لیے اسی شکل میں آتا ہے، لہٰذا دل سے بھی ان کے قریب نہ رہو، دل سے بھی **لا اِلٰہ** کہو، خالی زبان سے مت کہو، دل سے بھی باطل خداؤں کو نکالو، قبرستان مت بناؤ، دل اللہ کا گھر ہے، یہ بہت بڑا گھر ہے، پریذیڈنٹ ہاؤس کی کتنی نگرانی کی جاتی ہے کہ کوئی دشمن نہ آجائے۔ دل اللہ کا گھر ہے، اس کی نگرانی کرو ؎

نہ کوئی راہ پا جائے نہ کوئی غیر آجائے
حریمِ دل کا احمدؔ اپنے ہر دَم پاسباں رہنا

علومِ الوہیت اور علومِ رسالت میں مطابقت

دیکھو! علومِ نبوت کو علومِ قرآن سے کتنی مناسبت ہے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا

اللہ کی حدود سے قریب نہ رہنا، نافرمانی کے اڈوں سے قریب مت رہنا۔

اب علمِ نبوت دیکھو:

اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنا فاصلہ کردے جتنا مشرق و مغرب کا فاصلہ ہے۔

دیکھا آپ نے! قرآنِ پاک کی اس آیت سے کلامِ نبوت کو ملاؤ، تب پتا چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علومِ نبوت دلیلِ نبوت ہیں۔ دیکھا آپ نے کہ وَّ یُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ[۲۳] میں جہاں اللہ تعالیٰ نے مال کو مقدم کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو جو دعا دی اس میں بھی مال کو مقدم کیا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ مَالِہٖ اور یہاں اللہ تعالیٰ نے جب نازل کیا کہ گناہوں کے قریب بھی نہ رہو، تو اللہ کے نبی نے فوراً دعا مانگی کہ اے اللہ! آپ اپنی رحمت سے ہم کو گناہوں سے اتنا دور کردیجیے جتنا فاصلہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا اور سکھائی:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ

اے اللہ! ہمیں وہ رحمت عطا فرمادے جس سے گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق ہو جائے۔

سبحان اللہ! کیا دعا سکھائی۔ دوستو! اگر یہ لڈو نہ کھاؤ تو قیامت کے دن سوچ لینا ؎

ہم بلاتے تو ہیں ان کو مگر اے ربِّ کریم
سب پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

یہ ہم سب پر حجت ہے، اس مقرر پر بھی حجت ہے کہ کیا کہتے ہو اور کیا عمل کرتے ہو؟ اَسْتَغْفِرُ اللہَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ جس قول پر عمل نصیب نہ ہو اس قول سے بھی بزرگوں نے استغفار کیا ہے۔

توبہ استغفار پر رسالے لکھنے والے اور توبہ پر مضامین جمع کرنے والے اور وعظ کے لیے منبروں پر جلوہ فرمانے والے خود توبہ نہیں کر رہے ہیں ؎

واعظاں کہ جلوہ بر محراب و منبر می کنند
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

---

[۲۳] نوح: ۱۲

اس لیے عرض کرتا ہوں کہ اپنے مطالعے پر ناز مت کرو، تصنیف و تالیف پر ناز مت کرو، عمل کرکے مخلوق کو مت دکھاؤ، ورنہ خدا کے نزدیک قیامت کے دن اور حجت ہوجائے گی۔ اللہ میاں پوچھیں گے کہ خانقاہ میں رہتے تھے، اچھا بڑے علوم حاصل کیے تھے، ایسے معارف کے ساتھ آپ یہ کیا کرتے تھے؟ یہ علوم کا تم نے شکریہ ادا کیا؟ دیکھو اللہ تعالیٰ کے نبی نے کیا بات سکھائی اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اے اللہ !ہم پر رحمت نازل فرما۔ کیسے ؟ گناہوں کو چھوڑدینے کے ذریعے سے۔ کیا مطلب؟ کہ جس کو ترکِ معصیت کی توفیق نہیں ہے جو گناہ نہیں چھوڑ رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔ دیکھیے! وہی اِلَّا مَا رَحِمَ چلا آرہا ہے، وہی خاص رحمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مانگ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں اس آیت سے یہ مضمون ڈالا اور کتنی حدیثوں سے اس کی تفسیر ہورہی ہے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اے اللہ! ہم پر رحم نازل کردیجیے ۔ کون سا رحم؟ ترکِ معاصی والا جس سے ہم معصیت چھوڑدیں یعنی وہی اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ والی رحمت اور نفس کے شر سے میں بچ جاؤں۔ اور تیسری کیا چیز ہے؟ ایک دعا اور بھی سکھائی اَللّٰھُمَّ لَاتُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ اے اللہ !مجھے بدبخت نہ بنایئے گناہوں کے ذریعے سے لَاتُشْقِنِیْ یعنی میری قسمت کو بدبختی سے بچایئے، بِمَعْصِیَتِكَ یعنی اپنی نافرمانی سے ہمیں شقاوت وبدبختی میں مبتلا نہ کیجیے، شقی ہے وہ شخص جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، شقاوت اسی سے پیدا ہوتی ہے، گناہ کرتے کرتے حیا ختم ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ اللہ پناہ میں رکھے حالات بگڑتے بگڑتے اتنا فاصلہ ہو جائے گا کہ ایمان کے سلب کا خطرہ ہے۔ الفاظِ نبوت تو دیکھو، اَللّٰھُمَّ لَاتُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ اے اللہ !اپنی نافرمانیوں سے ہمیں شقی وبدبخت نہ بنایئے۔

حق تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کے مظاہر

کیوں کہ اللہ کو ناراض کرنا اپنے پالنے والے خالق کو، خالقِ سمندر و پہاڑ، خالقِ ریگ ودریا، خالقِ آفتاب وچاند کو ناراض کرنا ہے، جس نے سارا عالم ہمارے لیے پیدا کیا ہے، اتنی بڑی دنیا کا گولا فضاؤں میں پڑا ہوا ہے، نیچے کوئی ستون نہیں، ذرا سوچیے! سارا گول سمندر فضا میں معلق ہے، آپ فضا میں ایک چمچہ پانی ڈالیں سارا گر جائے گا یا نہیں؟ اور سمندر کو اللہ نے بغیر سہارے کے اٹھایا ہوا ہے اور کہیں سے ٹپک نہیں رہا ہے اور پھر دنیا کے گولے کی بعض سطح

ایسی ہے اس پر نیچے پیر ہے اوپر سر ہے اور دنیا کی بستی اس طرح ہے کہ ان کے سر نیچے اور پیر اوپر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کو دیکھو کہ کس طرح سب کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ کیا کیا اس میں راز ہیں ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ [۲۴] ہماری دو صفتوں عزیز اور علیم سے دنیا کا نظام، آسمانوں کا نظام، زمین کا نظام، ستاروں کا نظام، چاند کا نظام، آفتاب کا نظام قائم ہے ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے چاند سورج کا نظام جو بنایا ہے، ان کے فاصلے جو مقرر کیے، ان کے چلنے کے روٹ مقرر کیے، میری دو صفتیں اس میں کام کر رہی ہیں، عزیز اور علیم، عزیز معنیٰ زبردست طاقت والا۔ جتنی ضرورت میگنٹ کی تھی اتنا میگنٹ پیدا کر دیا اور علیم یعنی زبردست علم والا کہ سیاروں کے درمیان کتنا فاصلہ رہنا چاہیے کہ کس کو کتنے میگنٹ کے اندر کیسے رکھنا ہے ایسا نہ ہو کہ زمین چاند سے ٹکر کھا جائے یا سورج اور چاند میں ٹکر ہو جائے، سیاروں کے درمیان مقناطیسی کشش کتنی ہو کہ توازن قائم رہے، اگر زبردست علم نہ ہو گا تو سیارے آپس میں ایک دوسرے کو کھینچ لیں گے اور نظامِ کائنات درہم برہم ہو جائے۔

گناہ گاروں کے آنسوؤں کی مقبولیت

آخر میں دوستو! ایک چیز عرض کرتا ہوں کہ ابّا ناراض کتنا ہی ہو، لیکن جب بچہ اس کا پیر پکڑ کر روتا ہے اور رونے کا انداز بھی ایسا ہوتا ہے کہ ابّا کا دل دہل جاتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چوں بر آرند از پشیمانی حنیں
عرش لرزد از انین المذنبیں

گناہ گاروں کے نالوں سے اللہ کا عرش ہل جاتا ہے ؎

آنچناں لرزد کہ مادر بر ولد
دست شاں گیرد ببالا می کشد

جیسے کہ بچے کے چیخنے اور رونے سے ماں کا دل ہل جاتا ہے، عرشِ الٰہی اللہ تعالیٰ کا ہل جاتا ہے

۲۴؎ یٰسٓ:۳۸

جب گناہ گار بندے روتے ہیں اور اپنے اشک بار آہ ونالوں کو عرش تک پہنچاتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کی یاری اور اس کی حفاظت اگر ہم لوگ چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے رونا سیکھیں، گڑگڑانا سیکھیں، بابا حضرت آدم علیہ السلام کا رونے ہی سے کام بنا تھا۔ بس آہ وزاری سیکھ لو تو کام بن جائے۔ اختر نے اپنے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مناجات اور آہ ونالے سنے ہیں، ہر بزرگ کے پاس آہ ونالے ہیں، لیکن جن بزرگوں کے ساتھ زیادہ رہے اس لیے ان کے آہ ونالے زیادہ نظر آئے اور بعض کے پاس کم رہنا ہوا تو ان کا رونا کم نظر آیا، لیکن بعض کا ایک آنسو کمال قوت قلب سے ہزار آنسوؤں کے برابر ہوتا ہے، ان کا ایک آنسو قیمتی ہوتا ہے اور بعض کمزور دل ہوتے ہیں تو زیادہ روتے ہیں، لیکن رونے پر کمالات کا معاملہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ بعضے بندوں کا دل مضبوط ہوتا ہے روتے کم ہیں، مگر استقامت ان کو حاصل ہوتی ہے کہ ایک گناہ نہیں کرتے۔ بعضے لوگ سجدہ میں خوب روئے اور اس کے بعد گناہ کیا، لیکن بعضے بندے کم روتے ہیں، لیکن استقامت ان کی ایسی ہے کہ ساری دنیا ایک طرف ہو پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ونافرمانی نہیں کریں گے، اس لیے اگر رونے سے وصال مل جاتا تو سو سال ہم تمنا کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ رونے کے بعد بے فکر نہ ہو جاؤ کہ آج تو بہت رو لیے، بس اب کیا پوچھنا ہے، بس اللہ تعالیٰ تک پہنچ گئے، ایسوں ہی کو شیطان مارتا ہے، جس دن زیادہ مطمئن ہوتا ہے اسی دن پھر وہ گڑبڑی بھی کرتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے خوب آہ وزاری کرو لیکن آہ وزاری کر کے بے فکر نہ ہو جائے۔ میرا تجربہ ہے اور عقلاً میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے آنسوؤں کو رائیگاں نہیں کریں گے۔ جب گناہ کا تقاضا نہیں ہے اور گناہوں سے بچے ہوئے ہو تو حالتِ امن میں اللہ تعالیٰ کو یاد کر لو، کچھ آنسو وہاں پہنچا دو کہ اللہ! ہماری حفاظت کرنا تو وہ آنسو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جمع ہو جاتے ہیں اور وقتِ ابتلا میں کام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو رحم آجاتا ہے کہ یہ بندہ اپنی حفاظت کے لیے رویا تھا اور اس نے میرے پاس آنسو بھیجے تھے کہ اللہ ہم کو گناہوں سے برباد نہ ہونے دینا، وہ آنسو بارگاہ الٰہی میں محفوظ کر دیے جاتے ہیں۔ پھر جب یہ مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن آنسوؤں کو بہانہ بنا کر اپنی رحمت سے اس کی دستگیری فرماتے ہیں اور گناہوں سے وہ کتنا ہی دور چلا جائے اللہ تعالیٰ اس کو واپسی کی توفیق دے دیتے ہیں، اس لیے اس کا روزانہ کا معمول رکھو۔ ایک دن بھی ناغہ نہ کرو۔

دیکھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی دعا مانگی ہے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عَیْنَیْنِ ھَطَّالَتَیْنِ

اے اللہ! ایسی آنکھیں عطا کر دے جو بے حد برسنے والی ہوں، موسلادھار برسنے والی ہوں۔

تَسْقِیَانِ الْقَلْبَ بِذُرُوْفِ الدَّمْعِ

جن آنسوؤں سے دل سیراب اور ہرا بھرا ہو جائے

قَبْلَ اَنْ تَکُوْنَ الدُّمُوْعُ دَمًا وَّالْاَضْرَاسُ جَمْرًا[۲۵]

قبل اس کے کہ آنسو خون بن جائیں اور داڑھیں آگ بن جائیں

یعنی جہنمی رونا چاہیں گے تو ان کے آنسو خون کے آنسو ہوں گے اور داڑھیں انگارے بن جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ فرمائیں۔ اس لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

اے دریغا اشکِ من دریا بدے
تا نثارِ دلبرِ زیبا شدے

کاش! میرے آنسو دریا ہو جاتے، تو میں اس محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ پر قربان کر دیتا۔ بعض لوگ اندر اندر روتے ہیں، اس لیے ان کو حقیر مت سمجھو۔ ایک شخص نے لکھا کہ مجھے رونا نہیں آتا۔ فرمایا کہ نہ رونے کا جو غم ہے یہ دل کا رونا ہے اور دل کا رونا آنکھ کے رونے سے افضل ہے۔ سبحان اللہ! کسی کو بھی حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ مایوس نہیں فرماتے تھے۔

استقامت گریۂ ندامت سے بھی افضل ہے

بعض اللہ والوں کا دل ہر وقت روتا رہتا ہے، لیکن آنسوؤں سے بھی روتے ہیں اور جو کم روتے ہیں ان کی آنکھوں میں بھی میں نے بارہا آنسو دیکھے ہیں، اس لیے بس استقامت دیکھو، زیادہ رونے سے بھی کسی کے معتقد نہ ہو جاؤ، یہ دیکھو کہ اس کی دین میں استقامت کتنی ہے۔ جب گناہوں کے اسباب سامنے آتے ہیں پھر اس کی شکل کو دیکھو کہ یہ کس حالت میں رہتا ہے۔ بلی کے تقویٰ کا کچھ اندازہ نہیں ہو سکتا جب تک چوہا سامنے نہ آجائے۔ جب چوہا

---

۲۵ الجامع الصغیر:۹۵/(۱۵۳۰)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ذکرہ بلفظ بذروف الدموع/وفی روایۃ بذروف الدمع: کنز العمّال:۱۸۴/۲، باب جوامع الدعاء، مؤسسۃ الرسالۃ

سامنے آئے تب پتا چلے گا کہ اس نے کتنے حج کیے ہیں اور کتنے عمرے کیے ہیں، کتنے طواف کیے ہیں، کتنے آنسو بہائے ہیں۔ چوہے سامنے آئیں تب بلی چوہوں سے دور بھاگے تو سمجھو کہ بلی میں تقویٰ پیدا ہو گیا۔ اس وقت یہ دعا یاد کرو کہ

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ الخ

اللہ تعالیٰ حسینوں کو ہم سے دُور کر دے، ایسی دوری عطا فرمائیں کہ جہاں گناہوں کے مراکز ہی نہ ہوں۔ اللہ سے مانگو، اللہ سے مانگنے سے کیا نہیں ملتا؟ وہ نہیں دے گا تو کون دے گا؟ مانگ کے تو دیکھو تین مرتبہ روزانہ صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر کے۔ تین مرتبہ کیوں کہتا ہوں؟ کیوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امام بخاری کی والدہ سے خواب میں فرمایا تھا:

قَدْ رَدَّ اللهُ بَصَرَ وَلَدِكِ بِكَثْرَةِ دُعَائِكِ

اے امام بخاری کی ماں! تیرے بچے کی جو نابینائی تھی اللہ تعالیٰ نے وہ بینائی سے تبدیل کر دی تیری کثرتِ دعا سے۔

تو کثرت کرو دعا کی، کیوں کہ عَلَيْكُمْ يَا عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَآءِ اے اللہ کے بندو! کثرت سے دعا کرو، علیٰ لزوم کے لیے آتا ہے، کثرت کو چاہتا ہے، دیکھو اِنَّ الدُّعَآءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ دعا دور کرتی ہے نازل شدہ بلا کو۔ کسی گناہ میں اگر ابتلا ہے تو وہ بلا بھی ٹل جائے گی، وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ[٢٦] اور جو بلا ابھی نازل نہیں ہوئی آیندہ آنے والی ہے اس کو بھی اللہ ٹالتا ہے، تو فَعَلَيْكُمْ يَا عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَآءِ لازم کرلو اپنے اوپر دعا کو۔ لزوم کے معنیٰ کثرت کے ہیں، اس لیے میں نے اپنی عقل سے سوچا جیسا ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کتنا روؤ؟ فرماتے ہیں کہ کم سے کم تین آنسو تو روؤ، کیوں کہ عربی کا جمع تین سے شروع ہوتا ہے۔ ایک کو واحد، دو کو تثنیہ، تین کو جمع کہتے ہیں۔ تین آنسو تو کم سے کم رولو، لہٰذا چوبیس گھنٹے میں تین دفعہ صلوٰۃِ حاجت پڑھ لو جیسے اشراق میں نیت کر لو حاجت کی، ایسے ہی مغرب بعد اوّابین کے لیے جب دو سنت کے بعد آپ پڑھتے ہیں، اس میں حاجت کی نیت کر لو، اسی طرح وتر سے پہلے دو رکعت حاجت کی نیت سے پڑھ لو اور پھر اللہ سے خوب رولو۔ رونے والوں کی شکل ہی بنا لو، یہ بھی تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان و کرم ہے کہ شکل بنانے

[٢٦] جامع الترمذی: ١٩٥/٢، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

والوں کو رونے والوں میں شامل کر دیا **فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا**[۲۷] ابنِ ماجہ کی حدیث ہے راوی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان شاء اللہ کیا وجہ ہے کہ آپ ولی اللہ نہ ہو جائیں۔ اللہ سے روؤ اور یہ دعا مانگو جو دعا مانگی ہے، اس میں دعا کی تعلیم بھی ہو جائے گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نَّبِيِّنَا وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کے معنیٰ ہیں **لِاَنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ** یعنی ہم آپ سے اس لیے ہبہ مانگتے ہیں کہ آپ بہت بڑے داتا ہیں، یا اللہ! ہم سب کو ہبہ کر دیجیے، استقامت دین کی نصیب فرما دیجیے اور اس رحمت کا سایہ نصیب فرمایئے جس سے بندوں کو استقامت نصیب ہوتی ہے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ

اَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَطَايَانَا كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ،[۲۸] **اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ**

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ، اَللّٰهُمَّ لَا تُشْقِنَا بِمَعْصِيَتِكَ[۲۹]

اَللّٰهُمَّ لَا تُشْقِنَا بِمَعْصِيَتِكَ، اَللّٰهُمَّ لَا تُشْقِنَا بِمَعْصِيَتِكَ

یا اللہ! ہم سب کو تقویٰ کی زندگی نصیب فرمایئے، گناہوں سے مناسبت ختم کر دیجیے، تقاضائے شدید کو نفرتِ شدید سے بدل دیجیے اور یا اللہ! اپنے نام میں، اپنی عبادت میں اور اپنے ذِکر میں ایسی لذت عطا فرمایئے جس سے ہمارے قلب اے میرے مولیٰ! سارے غیر سے کٹ کر آپ سے جڑ جائیں۔ آپ کے ذِکر کی برکت سے یا اللہ! اپنی رحمت کی برکت سے، ہم سب سے اسبابِ معصیت کو دُور فرما دیجیے اور ہمیں اسبابِ معصیت سے دُور رہنے کی توفیق نصیب فرما دیجیے اور

---

۲۷ سنن ابن ماجة: ۴۴۶، رقم (۴۱۹۶) باب الحزن والبکاء، المکتبة الرحمانية

۲۸ جامع الترمذی: ۱۹۷/۲ (۳۵۷۰)، باب فی دعاء الحفظ، ایچ ایم سعید - کنز العمال: ۱۵/۱۶ (۴۳۰۳۲)، الترهيب الاحادی من الاکمال، ذکره بلفظ ولولا رجال خشع، وصبيان رضع ودواب رتع لصب عليكم البلاء صبا، مؤسسة الرسالة

۲۹ کنز العمال: ۱۷۶/۲ (۳۶۱۷)، باب جوامع الادعية، مؤسسة الرسالة

اپنی رحمت سے آپ کے اولیاء کا جو آخری مقام ہے جہاں سے آگے نبوت شروع ہو جاتی ہے اور نبوت کا دروازہ آپ نے بند کر دیا ہے، آئندہ کوئی نبی نہیں ہو گا، نبی عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں لیکن اے اللہ! اپنے دوستوں کی آخری منزل تک ہمیں پہنچا دیجیے، یعنی اولیائے صدیقین جو آخری درجہ ہے ولایت کا، آپ کریم ہیں، یَا مُتَفَضِّلُ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَالْمِنَّةِ آپ مہربانی کر دیجیے بغیر استحقاق کے، کیوں کہ ہمارا حق نہیں بنتا لیکن باوجود نالائقیوں کے آپ مہربانی فرما دیجیے، آپ کریم ہیں، یَا مُتَفَضِّلُ بِلَا مَسْئَلَةٍ وَّلَا وَسِیْلَةٍ ہم نے جن نعمتوں کا سوال نہیں کیا اور نہ ہمارے پاس اس کا وسیلہ ہے، آپ اس کو بھی عطا فرما دیجیے، یَا مُتَفَضِّلُ فَوْقَ مَا یَتَمَنّٰی بِهِ الْعِبَادُ اللہ ہماری تمناؤں سے زیادہ ہم سب کو عطا فرما دیجیے، ہماری دنیا بھی بنا دیجیے اور ہماری آخرت بھی بنا دیجیے، جو گھر میں بیمار ہیں اور جن کے گھر میں کوئی بھی بیمار ہو، ہمارے گھر میں بھی بیماریاں ہیں، بچی بیمار ہے، یا اللہ! اُس کو صحت عطا فرمائیے، کل اس کا بخار ایک سو دو تھا، اے اللہ! اس کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرما دیجیے، ابراہیم میاں ہمارے کمزور رہتے ہیں، نزلہ زکام، یا اللہ! ان کو بھی صحت اور توانائی عطا فرما دیجیے، عالم باعمل ہمارے سب پوتوں، نواسوں کو ہمارے دوستوں اور ان کی اولاد سب کو صاحبِ نسبت اللہ والا بنا دیجیے، حافظ، عالم باعمل بنا دیجیے، یا اللہ! ہم سے دین کے کام لے لیجیے اور ہماری ہر سانس کو توفیق نصیب فرمائیے کہ آپ کی ذاتِ پاک پر اخلاص کے ساتھ فدا ہو جائے۔ آپ شرفِ قبول عطا فرمائیں، ایک سانس بھی آپ کی ناراضگی سے ہم سب پناہ مانگتے ہیں کیوں کہ ہماری زندگی کی وہ منحوس گھڑی ہے، وہ بہت ہی خسارے کی گھڑی ہے جو گھڑی آپ کی نافرمانی میں گزرے، لہٰذا ہماری زندگی کا غیر شریفانہ وقت ہے، نہایت ہی بے حیائی، کمینہ پن اور لعنتی وقت ہے جو آپ کی نافرمانی میں گزرے، اس لیے آپ ہماری زندگی کی ہر سانس کا تحفظ عطا فرمائیے اور ہمارے دلوں کا مزاج بدل دیجیے، سوچ بدل دیجیے، فکر بدل دیجیے، ہماری فکر آپ کی رضا میں مصروف ہو، ہمارے دل آپ کی یاد میں مصروف ہوں، ہماری زندگی کی ہر سانس آپ کے عشق میں مصروف ہو، بال بال ہمارا تقویٰ والا بنا دے، اللہ والی حیات کی نوازش فرما دیجیے، جو بھلائیاں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے مانگی ہیں اور جتنی بُرائیوں سے پناہ مانگی ہے، دونوں قسم کی تئیس سالہ دَورِ نبوت کی دعائیں ہم سب کے حق میں، سارے مسلمانانِ عالم کے حق میں بلکہ کافروں کے حق میں بھی قبول فرمائیے کہ ان کو ایمان سے

نوازش فرمائیے، چیونٹیوں پر بھی رحم فرمائیے ان کے بلوں میں، مچھلیوں پر رحم فرمائیے دریاؤں میں، لہٰذا اپنے رحم کی بارش کر دیجیے اور وہ سب کچھ عطا فرمائیے جو نہیں مانگ سکے بغیر مانگے عطا فرمائیے، اللہ! دین کا کام قبول فرمالیجیے، اخلاص نصیب فرما دیجیے، ریا سے، حبِّ جاہ سے، نام و نمود سے پاک فرما دیجیے اور جو لوگ نادانی سے اس خانقاہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی نادانی دُور فرما دیجیے، ان کی آنکھیں کھول دیجیے، ہمارے بزرگوں سے اُن کو حسنِ ظن عطا فرما دیجیے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا عصبیت سے ہم کو پاک فرما دے، ہمارے دلوں کو لسانیت سے، صوبائیت سے ہمارے قلوب کو پاک فرما دیجیے۔ کلمہ کی بنیاد پر ہمارے دلوں کو جوڑ دیجیے، امن، عافیت و تحفظ پورے ملک پاکستان کو نصیب فرما دیجیے، یا اللہ! آپ کے اولیاء اللہ کی دعاؤں سے، ان کی آہ وزاریوں سے، اُن کی اشک بار آنکھوں سے یہ پاکستان بنا ہے۔ اس کو ضایع ہونے سے بچا لیجیے، اے خدا! غیب سے اِس کی حفاظت کا انتظام پیدا فرما دیجیے، اور جو پاکستان کے مخلص نہیں ہیں ان کو اخلاص عطا فرما دیجیے، اگر آپ کے علم میں ان کے لیے ہدایت نہیں ہے تو ان کے شر کو ہمیشہ کے لیے دفن فرما دیجیے، اے خدا! دنیا و آخرت دونوں جہاں کا دکھڑا اختر تو رو چکا ہے، اب ہم سب پہ فضل کرنا یا رب ہے کام تیرا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ وَبِحَقِّ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُّقْتَدِرٌ مَا تَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ یَّکُوْنُ اَسْعِدْنَا فِی الدَّارَیْنِ وَکُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا وَاَعِذْنَا مِنْ ھَمِّ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَۃِ الْاَعْدَاءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَبِحَقِّ الٓمّٓ اللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَبِحَقِّ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ وَبِحَقِّ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد ورفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات وملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

"اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے۔"

❁❁❁❁

نفس کیا چیز ہے، اس کی حقیقت کیا ہے، یہ ہمارا کتنا بڑا دشمن ہے، اس کی دشمنی کے کیا کیا انداز ہیں، اس دشمنی سے ہمیں کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے اور نفس کی دشمنی سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟ یہ اور اس جیسے بہت سے ایسے سوالات ہیں جن کا جواب ہر کوئی جاننا چاہتا ہے بلکہ اس کو جاننا ہر مسلمان کے لیے نہایت ضروری بھی ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے'' میں نفس اور اس کی شرارتوں کو قرآن و حدیث کی مثالوں سے اتنے سادہ اور دلنشیں انداز میں سمجھایا ہے کہ اس اہم مسئلہ کو سمجھنا ذرا بھی مشکل نہیں رہتا۔ حضرت اقدس نے جہاں نفس کے شرور سے آگہی بخشی ہے وہیں اس سے بچنے کے بارے میں ایسے نسخے بیان فرمائے ہیں جن پر عمل کرنے سے ہر انسان نہایت آسانی سے گناہوں سے بچ کر تقویٰ والی زندگی بسر کرسکتا ہے۔

AW064